

سوال نمبر 01 :-

تعارف :- مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب پر اثرات
اسلام سے پہلے دنیا جہالت کی تاریکیوں
میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انسان
مظاہر فطرت کے سامنے سجدہ ریزہ تھا اور ان
کی پوجا کرتا تھا۔ مظاہر فطرت تو اللہ نے
انسان کے فائز کے لیے پیدا کیے ہیں اور انسان
کے فادام ہیں لیکن انسان نے اپنی جہالت
سے مظاہر کو اپنا مخدوم بنا لیا تھا۔ اسی وجہ سے
سائنسی میدان میں ترقی نہ ہو سکی۔ تاریخ
انسانیت میں اسلام ہی وہ دین ہے جس نے
ہر شخص کے لیے حصول علم فرض قرار دیا۔
قرآن مجید کی رو سے انسان کو تمام مخلوقات
پر صرف علم کی بدولت ہی برتری حاصل ہے۔
صاحب علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔
ترجمہ:

”کہہ دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے
برابر ہو سکتے ہیں۔ بے شک عقل والے ہی نصیحت
حاصل کرتے ہیں“ (النور)
لیکن مغربی تہذیب نے مسلمانوں
کا شیرازہ بکھیر کر رکھا دیا ہے۔

مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب پر اثرات :-

(1) امن عامہ کا مسئلہ :-

اس وقت پوری
دینا بالعموم مسلمان اس مسئلے سے دوچار
ہے۔ قتل و غارتگری، راہ زنی، چوری،
دہشت گردی، بم دھماکے اور عورتوں پر تشدد
جیسے بے شمار مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا
جا رہا ہے اس خوف سے قرآن یا ک میں
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ :-

”و فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے
کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے
یاؤں کے نیچے سے یا تمہیں فرقہ کر کے آپس
میں لڑا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی
کا فزہ دیکھا دے“ (الانعام)

(2) عزبت و بے روزگاری کا مسئلہ :-

اس وقت بیتل کی
دولت سے مالا مال چند مسلم ممالک کو چھوڑ
کر باقی ممالک کو دیکھا جائے تو وہ شدید ترین
معاشی بحران سے دوچار ہیں۔ یا کنتان
عزبت اور بے روزگاری جیسے مسائل میں گہرا ہوا ہے

(3) مادیت :-

مغربی بہذیب کا بڑا اخصار
صرف اور صرف مادیت پر ہے مولانا ابوالحسن
علی ندوی لکھتے ہیں:
”بہر حال جن کا خطرہ تھا وہ پیش آیا
اور یورپ کا رخ ایک مکمل اور وسیع مادیت کی طرف
پو گیا۔“

خیالات ، نقطہ نظر ، نفسیات و ذہنیت ،
اخلاق و اجتماع ، علم و مادیت ، حکومت و سیاست
سبھی زندگی کے تمام شعبوں میں مادیت آگئی ۔

(4) شخصی آزادی :-

مغربی جماعت میں ان کا ہم مذہب
باشندوں کو بڑی حد تک شخصی آزادی حاصل
ہے ۔ کسی پر کوئی یا مذہبی نہیں ہے ۔ جب تک
کہ وہ دوسروں کے حقوق میں دخل اندازی
نہ کر سکے اور یہ آزادی دوسرے مذاہب مثلاً
مسلمانوں کو بھی ایک حد تک حاصل ہے اگرچہ
وہ آزادیوں سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا
سکتے ۔ اس معاملے میں مغربی بہذیب کا دہراخصار
ہے ۔ جسے مسلم خواہتیں کو بردہ کرنے یا سکراف
پہننے کی آزادی حاصل نہیں ہے ۔

(5) خاندانی نظام کا خاتمہ :-

مغربی بہذیب میں

خانہ داران کا ادارہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ لڑکیاں
اور لڑکے بلوغت کے بعد آزاد ہو کر نئی
زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ ماں باپ اپنی
راہ لیتے ہیں جبکہ بوڑھے افراد کو Old
house کی زینت بنا کر قید تنہائی میں دھکیل
دیا جاتا ہے۔ چھوٹے بچوں کو سنبھالنے والے
ادارے بھی موجود ہیں لیکن خانہ داری نظام
ٹوٹنے سے ایک بحران اور زبردست خلا
پیدا ہو گیا ہے۔

(6) جنسی بے راہ روی :-

آزادی کے نتیجے میں جنسی
بے راہ روی نے بہت فروغ پایا ہے اور لہذا
زکاح کے مرد عورت اکتھارہ سیکے ہیں۔ جس
سے یہاں میاں بیوی کا تعلق کھیل بن گیا ہے۔
اور طلاق کے مقدمات اس کثرت سے پیش
آتے ہیں کہ عدالتیں ان کو سمٹانے سے قاصر
رہ جاتی ہیں۔ اس طرح شادی کا مقدس
محمل ختم ہو گیا ہے۔

(7) لادینیت :-

مذہب کے ساتھ ان مصلوکی
تعلق کے بعد حملی زندگی میں ان کے ہاں
لا دینیت ہے اور سیاست و معیشت اور

معاشرت نیز اس کے اثرات نمایاں ہیں۔
اس پر فخر بھی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت
عملی زندگی میں رہنمائی سے قاصر ہے۔ اس
سے معاشرے میں اخلاقی مفسد عام ہیں۔

(8) اسلامی قوانین میں آنے روز مراعات:-
مغرب میں آنے

روز مختلف ممالک میں بہت ساری ایسی NGOs
کو فنڈنگ کرتا رہتا ہے جو اسلامی قوانین
کے قائل یا ان میں ترمیم کے لیے کوشاں
رہتی ہے۔ جسے ”قانون تو ہیں رسالت 2015ء“
میں ترمیم کی کئی بار کوشش کئی گئی ہے۔

مسائل کا حل :-

(1) اتحاد امت:-

قرآن مجید میں اتحاد کے حوالے
سے واضح تعلیمات موجود ہیں جن سے اختلاف
کی صورت میں شدید وعید سنائی گئی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:-

”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور
تفرقے میں نہ پڑو“ (آل عمران)

علامہ اقبال اس حوالے سے فرماتے ہیں۔

ہے تہاں رگ دھوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تو رانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی۔

(۱۱) اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) :-

اس کے
ذریعے ائمہ مسلم کی نشہ زبانی کو ترتیب
دیا جائے۔ ڈاکٹر محمد امین رحمہ اللہ طراز کے حوالے
سے ہے۔

وہاں مسلمان ملکوں کو منظم بنایا جائے
جو اتحاد امت کے سنجیدہ حامی ہیں۔

Make it relevant

خلاصہ بحث :-

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ
مغربی تہذیب اور اسلام اس وقت دو
مقابلہ تو میں ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے
کے ضد ہیں اس لیے مغربی تہذیب و
ثقافت اور اسلام کا تقادم ہے۔ اس
سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے
مسلمانوں کا آپس میں اتحاد ہو اور
مشرک مسلم فقہ و اجتہاد کے اصولوں
پر قائم ہوں۔ اور اسلام کے اصولوں پر
اسلامی تنظیم یا کمیٹی کو شکل تشکیل دے۔

سوال نمبر: ۵۲ :-

آخارف: اجتہاد

مسلمان یہ بات جانتے ہیں کہ ان کا دین تاقیامت باقی رہے گا کیونکہ اس میں کسی بھی دور کے انسانوں کو پیش آنے والی ہر ضرورت کے مسئلے میں مکمل رہنمائی موجود ہے۔ یعنی قرآن و سنت میں ہر مرض کی دوا پائی جاتی ہے۔ ایسی ہی ایک دوا اجتہاد ہے جو قرآن و سنت کے اصولوں سے شرعی قلم زکالنے کا نام ہے۔ ظاہر ہے ہر انسان اس کی حیلاصیت نہیں رکھتا۔ اس کام کی انجام دہی کے لیے اعلیٰ درجے کی علمی حیلاصیت درکار ہوگی۔ کیونکہ قرآن ازل سے ابد تک نازل ہونے والی وحی الہی کا خلاصہ ہے اور اہل علم کے لیے ضیلعہ کن بتدیلی بیدا کی اور انسانی زندگی کی تاریخ میں نیا صفحہ کھولا۔ اسی لیے کتاب و سنت کی سمجھ اہل علم اور پیرینہ کار لوگوں ہی کا حق ہے۔ قرآن یاں میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:

”میں کیوں نہ الیا کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں فہم و بصیرت پیدا کرتی ہے“

اجتہاد کا لغوی معنی:

کسی کام پر یورپی طاقت
صرف کرنے اور اس پر انتہائی مشقت اٹھانے
پر طبیعت کو مجبور کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔

اجتہاد کا مفہوم:-

امام غزالی فرماتے ہیں:
”جتہد کا شرعی احکام کے علم کی
تلاش میں اپنی کوشش کرنا۔“

علامہ عبدالعزیز فرماتے ہیں:-
”اجتہاد اس کوشش کے لیے مخصوص
ہے جو شرعی احکام سے متعلق علم حاصل کرنے میں
کی جاتی ہے۔“

قرآن مجید سے اجتہاد کا ثبوت:

اجتہاد کا ثبوت قرآن
سے بھی ملتا ہے۔ قرآن مجید نے بھی احکام
شرع پر غور کرنے اور اختلافی مسائل پر
اصل کی طرف رجوع کرنے کو واجب کہا ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:

”کیس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ مومنوں
کے ہر گروہ سے ایک جماعت نکل آتی جو
دین میں نہم و بعیرت پیدا کرتی ہے۔“

(التوبہ)

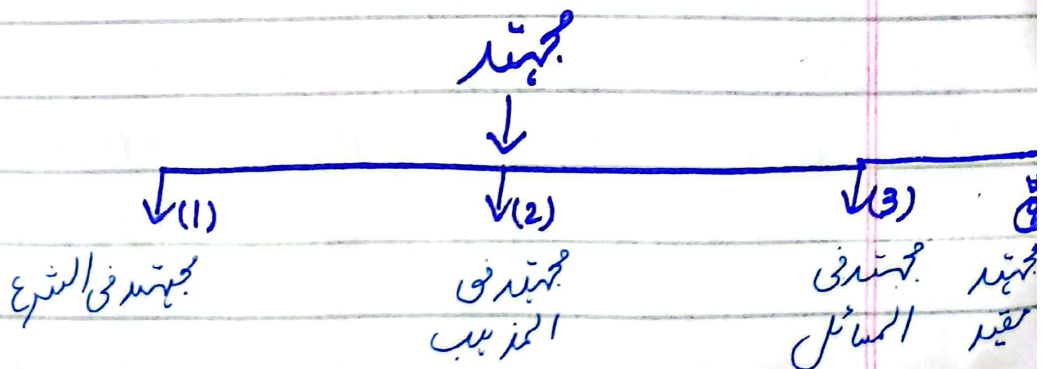
سنت نبوی سے اجتہاد کا ثبوت :-

آیت کے اقوال اور افعال سے بھی اجتہاد کا ثبوت ملتا ہے۔

مسئلہ :-

جب آیت نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تو ان سے پوچھا کہ اے معاذ! فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبل نے جواب دیا اے نبی! جب میرے سامنے کوئی مسئلہ آئے گا تو میں سب سے پہلے اس کو "کتاب اللہ" سے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اگر اس مسئلے کا حل قرآن مجید سے نہ نکلتا ہو تو میں "حدیث" کی طرف رجوع کروں گا اور اگر اس کا حل حدیث سے بھی نہ ملتا ہو تو پھر اس کے بعد میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتوں گا۔ آیت یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

جتہد کی اقسام :-



مجتہد کے لیے خصوصیات :-

(۱) قرآن مجید کا علم:

اس کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے معارف، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، قرآن متواترہ، محکم و تشابہ آیات، قصص اور اشغال و غیرہ کی بھرپور معرفت رکھتا ہو۔

(۲) سنت رسول کا علم:

مجتہد کے لیے لازم ہے کہ وہ احادیث رسول کا بھی عالم ہو۔ احادیث کے ناسخ و منسوخ اور اسباب نزول سے بھی واقفیت تامہ رکھتا ہو، احادیث کے متن کے ثبوت اور اُس سے متعلقہ اسما و الرجال کے علم سے بھی کامل آگاہی رکھتا ہو۔

(۳) سنت، علمائے اُصول کے نزدیک:

علمائے اُصول فقہ نے اسلامی قوانین کے دوسرے بڑے حافذ کی حیثیت سے سنت کی یہ تعریف بیان کی ہے۔

شرع اسلام میں سنت کے لفظ کا اطلاق

اُن تمام امور پر ہوگا جو نبی کریم سے منقول ہیں، اصل طرح ان دلائل پر بھی ہوگا جو نبی کریم سے

قوٰلاً عملاً ثابت ہونے ، قیاس وہ قرآن میں نہیں ۔

(iv) اجماع و قیاس کا علم:

قرآن و سنت کے بعد مجتہد کے لیے ضروری شرط ہے کہ اسے اجماع اور قیاس کا بھی بھرپور علم ہو۔ قیاس سے متعلق اہم شافعی کا قول ہے

”جو قیاس کو نہیں جانتا، وہ فقیہ نہیں۔“

سب مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے بعد دو اہم حافظہ شریعت ، اجماع و قیاس سے بھی اچھی طرح باخبر ہو اور ان سے متعلقہ علوم پر بھی کامل دسترس رکھتا ہو۔

(v) عربی زبان کا علم:

قرآن مجید اور حدیث پاک کی زبان عربی ہے۔ بلکہ خالق ارشاد و سما کے کلام میں عربی میں ہے۔ چنانچہ عربی زبان کی گریمر، شاعری اور اسلوب کی ندرت پر کامل دسترس از حد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ا سے فصاحت و بلاغت ، بیان ، بدیع اور معانی کے علوم کا بھی کامل اذرا اس ہونا چاہیے ، اہم خزانہ الفاظ میں:

”مجتہد کو اتنا علم ضرور ہونا چاہیے

جس سے عربوں کے خطابات اور عربی زبان میں
ان کے طریقوں کو سمجھا جاسکے۔

دور جدید میں اجتہاد کا کردار:

دور جدید میں بہت سے
مسائل ایسے ہیں جو اس دور کو اپنی پیداوار
ہیں جب کہ شریعت کے اصول تو ابدی
ولا فانی ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں
درپیش مسائل کا حل ضروری ہے۔ اگر صرف اسی
اجتہاد پر عمل کیا جائے جو قرون اولیٰ میں ہو
چکا تو شاید دور حاضر میں شریعت پر چلنا
مشکل ہو جائے گا۔ اس بات میں کوئی
شک نہیں کہ اصول کبھی تبدیل نہیں ہوتے
ہاں اصولوں کی روشنی میں جو قوانین وضع
کئے جاتے ہیں، ان میں وقت کے ساتھ ساتھ
ضرورت کے مطابق تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

خلاصہ بحث:

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک
اسلامی معاشرے میں مسائل کے حل کے
لیے مجتہد کے لیے قرآن و سنت کے بعد
رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اجتہاد کا دروازہ کبھی
بند نہیں ہوا اور نہ ہی ہو گا۔ یہ اجتماعی
مسائل کا حل نکالنا بہت ضروری ہے۔